مومنین کی ماؤں کی ہے اور رحمی رشتے رکھنے والے آپس میں، دوسرے مومنین و مہاجرین کے مقابل، اَولیٰ ہیں، اللہ کے قانون میں۔ یہ اور بات ہے کہ تم اپنے اولیاء و اقرباء کے ساتھ کوئی حسنِ سلوک کرنا چاہو۔ یہ چیز کتاب میں نوشتہ ہے۔ ۶

اور یاد کرو، جب ہم نے نبیوں سے ان کے عہد لیے اور تم سے بھی اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی، اور ہم نے ان سے نہایت محکم عہد لیا تاکہ اللہ راست بازوں سے ان کی راست بازی کی بابت سوال کرے (اور کافروں اور منافقوں سے ان کے کفر و نفاق کی نسبت)، اور کافروں کے لیے اللہ نے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ۷-۸

۱- الفاظ کی تحقیق اور آیات کی وضاحت

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا (۱)

خطاب کی نوعیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں 'یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ' سے جو خطاب فرمایا ہے یہ محض تعظیم و تکریم کے لیے نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر لوگوں نے سمجھا ہے، بلکہ یہ لفظ آپ کے فریضۂ منصبی کی یاددہانی کے لیے یہاں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کے نبی و رسول ہیں اس وجہ سے آپ کو صرف اپنے رب کی پروا ہونی چاہیے۔ آپ صرف اللہ سے ڈریں، کافروں اور منافقوں کی مخالفتوں سے بالکل بے پروا ہو کر لوگوں کو اللہ کی بات پہنچائیں۔ اسی طرح کا خطاب سورۂ مائدہ میں گزر چکا ہے: 'یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ' (المآئدۃ: ۶۷) (اے رسول، تم اچھی طرح لوگوں کو وہ چیز پہنچا دو جو تم پر تمہارے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے)۔

'وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ'۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تنبیہ و تاکید اس لیے نہیں فرمائی گئی کہ خدانخواستہ اس بات کا کوئی اندیشہ تھا کہ آپ کفار و منافقین کی باتوں سے متاثر یا مرعوب ہو جائیں گے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے مخالفین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ اشرار کتنا ہی زور لگائیں اور کتنے ہی فتنے اٹھائیں لیکن تم ان کی باتوں پر ذرا کان نہ دھرنا۔ یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ آگے بعض ایسی باتوں کا ذکر آ رہا ہے جن کو کفار و منافقین نے آپ کے خلاف فتنہ انگیزی کا ذریعہ بنا لیا تھا۔

کفار اور منافقین کا باہمی رشتہ

یہاں کفار و منافقین کا ایک ساتھ ذکر اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ یہ دونوں اصلاً ایک ہی

چٹے کے بٹے ہیں۔ اسلام دشمنی میں دونوں متحد ہیں۔ فرق ہے تو یہ ہے کہ ایک کھلم کھلا مخالفت کرتا ہے دوسرا اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوئے، مسلمانوں کے اندر گھس کر، اسلام کی بیخ کنی کی کوشش کرتا ہے۔ اس وجہ سے انجام کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے' بلکہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔

توکل علی اللہ کی دلیل

'اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا'۔ یہ اس بات کی دلیل ارشاد ہوئی ہے کہ کیوں پیغمبرؐ کو اپنے رب کے سوا سب سے بے خوف و بے پروا ہو کر صرف اس بات کی تبلیغ و تعمیل کرنی چاہیے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ علیم و حکیم ہے۔ اس وجہ سے اس نے جس بات کا حکم دیا ہے وہی بات صحیح علم و حکمت پر مبنی ہے۔ اس کے خلاف لوگ جو بکواسیں کر رہے ہیں ان کی خرافات لائق اعتنا نہیں ہیں۔ آگے آیت ۳۹ اور آیت ۴۸ سے اس کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (۲-۳)

اوپر جو بات منفی اسلوب سے فرمائی گئی ہے وہی بات مثبت پہلو سے ارشاد ہوئی ہے کہ اشرار کی تمام شر انگیزیوں سے بالکل بے پروا ہو کر تم اس وحی کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی جانب سے آتی ہے اور یہ اطمینان رکھو کہ تمہارے ہر اقدام و عمل سے اللہ اچھی طرح باخبر رہتا ہے۔ اس آیت میں پہلا خطاب واحد سے ہے اور دوسرا 'بِمَا تَعْمَلُوْنَ' جمع سے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خطاب ہے یہ امت کے وکیل کی حیثیت سے ہے۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ دین کے معاملے میں یہی روش مسلمانوں کو بھی اختیار کرنی چاہیے۔

'وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا'۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کی ہر بات علم و حکمت پر بھی مبنی ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے تو اسی پر بھروسہ رکھو اور اپنے موقف پر ڈٹے رہو۔ اعتماد اور بھروسہ کے لیے اللہ کافی ہے۔ اس کے ہوتے تمہیں کسی دوسرے سہارے کی احتیاج نہیں ہے۔ لفظ 'وکیل' کی وضاحت ہم دوسرے مقام میں کر چکے ہیں کہ اس سے مراد وہ ذات ہے جس پر پورا اعتماد کر کے اپنے معاملات اس کے حوالہ کر دیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا مطالبہ بندوں سے یہی ہے کہ وہ خدا کے دیے ہوئے احکام کی ہر حال میں تعمیل کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں کہ اس راہ میں جو مشکلیں پیش آئیں گی ان سے عہدہ برآ ہونے کی وہ توفیق بخشے گا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ (۴)

اوپر کی تمہید کے بعد یہ بعض ایسے امور کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں قرآن کی اصلاحات کو کفار و منافقین